فقہی سین جیم

نور احمد شاہتاز

عدم وصولی قرض کی صورت میں مالی جرمانہ

آج کے فقہی سین جیم میں دو سوالوں کے جواب پیش نظر ہیں، اور دونوں مالی جرمانہ کے حوالہ سے ہیں ۔ پہلا سوال چکوال سے جناب ممتاز ملک صاحب کا ہے جنہوں نے پوچھا ہے کہ بنکوں سے جو گاڑیاں لیز پر دی جاتی ہیں اگر گاڑی لینے والا بروقت ماہانہ اقساط کی ادائیگی نہیں کرتا تو اس سے بنک والے ایک قسم کا مالی جرمانہ وصول کرتے ہیں کیا مالی جرمانہ وصول کرنا شرعا جائز ہے؟ نیز یہ کہ بعض اسلامی بنک بھی یہ جرمانہ وصول کرتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ جرمانہ ایک خیراتی اکاؤنٹ میں رکھتے ہیں اور ضرورت مندوں کی اس سے مدد کرتے ہیں ۔ کیا ان کا ایسا کرنا جائز ہے؟

دوسرا سوال اسی سے ملتا جلتا ہے مگر کاروباری جرمانے سے ہٹ کر ہے ۔ یہ سوال سید علی اکبر نے لاہور سے پوچھا ہے وہ کہتے ہیں:

یہاں بعض مدارس میں یہ رواج ہے کہ جو طلبہ غیر حاضر ہوتے ہیں ان سے مہینہ کے آخر میں چند روپے یومیہ کے اعتبار سے جرمانہ وصول کیا جاتا ہے ۔ کیا غیر حاضری کا مالی جرمانہ شرعا وصول کیا جاسکتا ہے؟

مالی جرمانہ عائد کرنا اور اس کی وصولی شریعت اسلامیہ میں جائز نہیں، اس لئے مذکورہ بالا دونوں سوالات میں جرمانہ کی وصولی کا حکم ایک ہی ہے تاہم اس کی تفصیلات و جزئیات مختلف ہیں چنانچہ ان سے بحث کی جاتی ہے ۔

اوائل اسلام میں مالی تعزیر کا رواج تھا پھر اسے منسوخ کر دیا گیا ۔ چنانچہ اب مالی جرمانہ نہیں لیا جاسکتا ۔ اسلام نے جن احکام کو منسوخ کر دیا ان پر عمل کرنا جائز نہیں جیسا کہ فقہاء کرام نے اپنی تحریروں میں اس کی تصریح کی ہے ۔ (الامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالٰی ۔ و علامہ شامی، الدرالمختار وغیرہ)

اسلامی یا غیر اسلامی بنکاری کرنے والے بنک اپنے قرض وصول کرنے کے لئے جو کچھ جرمانہ کے نام سے وصول کرتے ہیں اگر ان کے ذاتی مصرف میں آتا ہے تو ناجائز ہے ۔ ہاں اگر خیراتی فنڈ میں دیا جاتا ہے تو اس کا جواز ہے ۔ محقق ہند سے ایسا ہی ایک سوال کیا گیا، جس کے جواب میں وہ تحریر

فرماتے ہیں، .... " صورت مذکورہ میں وہ جرمانہ انجمن والوں نے اپنے لئے لینا نہ قرار دیا بلکہ کسی کارِ خیر میں اُس کا مصرف کرنا بتایا ہے اور اُس کے لینے میں انجمن کی طرف سے کوئی جبر واکراہ نہیں، صرف اتنا قاعدہ قرار دیا ہے کہ جو جرمانہ نہ دے انجمن سے خارج کیا جائے تو انجمن میں داخل رہنے کے لئے جو شخص یہ رقم ادا کرے گا بجبر وتعدی نہ ہوگا بلکہ اُس کی اپنی رضا سے ہوگا کہ انجمن سے خارج ہونے میں اُس کا کوئی ضرر نہ تھا اُس نے باختیارِ خودی پسند کیا کہ یہ رقم اُس سے لے کر کارِ خیر میں صرف ہو، لہذا یہ قانون جرمانۂ ناجائزہ کی حد تک نہیں پہنچتا۔.................. "

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے ستمبر ۲۰۰۰ کے ایک اجلاس میں بنکوں کی طرف سے موصول ہونے والے اس سوال کے جواب میں کہ لیزنگ (اجارہ) کی اقساط ادا نہ کرنے والے لوگوں سے اقساط کی بروقت وصولی کے لئے مالی جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے یا نہیں' یہ تجویز کیا کہ مالی جرمانہ چونکہ وصول ہونے والے مال پر زیادتی ہے جو سود کے زمرے میں آتی ہے اس لئے قسطوں کی ادائیگی کے لئے جرمانہ عائد کرنا جائز نہیں۔ اس سلسلہ میں اکیڈمی کی قرارد کا ترجمہ اس طرح ہے۔

" ...... قرارد ادنمبر ۵۱/(۶/۲) اگر خریدار قسطوں کی ادائیگی میں مقررہ مدت سے تاخیر کرے تو اس سے سابقہ شرط کی بنیاد پر یا بغیر شرط کے قرض کی مقدار پر زیادتی لازم کرنا جائز نہیں۔ کہ یہ ربا ہے اور ربا حرام ہے۔................ "

(بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کی قراردادیں اور سفارشات صفحہ ۳۰۶)

چنانچہ مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مالی جرمانہ مذکورہ دونوں صورتوں میں جائز نہیں۔ اسی طرح بیع سلم کے کسی معاملہ میں بھی مالی جرمانہ عائد کرنا جائز نہیں جبکہ استصناع کے معاہدہ میں مالی جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے۔ یہاں اس کا جواز اس لئے ہے کہ یہ جرمانہ تعزیر نہیں بلکہ اس نقصان کی تلافی کے لئے ہے جو بروقت مال مہیا نہ کرنے کی صورت میں مشتری کو لاحق ہوا۔ اس نوعیت کے کسی بھی مالی معاملہ میں جہاں تعزیر نہیں بلکہ نقصان کی تلافی مقصود ہے معاہدہ کے وقت مالی جرمانہ کی شرط لگائی جاسکتی ہے سوائے ان معاملات کے جن میں اصل ذمہ دین ہو کیونکہ دین کی صورت میں مالی جرمانہ دین پر اضافہ ہوکر ربا بن جائے گا۔

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۸۰ہجری اور سن وفات ۱۵۰ہجری ہے ☆

اسکولوں یا مدارس میں بچوں سے غیر حاضری کا جو جرمانہ وصول کیا جاتا ہے وہ شرعا جائز نہیں کہ یہ تعزیر بالمال کے زمرے میں آتا ہے اور تعزیر بالمال منع ہے۔مزید وضاحت کے لئے فتاوی رضویہ سے ایک سوال وجواب پیش کیا جاتا ہے۔

"......کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درمیان اس مسئلہ کے کہ ایک مسلمانوں کے مدرسہ میں جہاں انگریزی تعلیم ہوتی ہے پنجگانہ نماز کی سخت تاکید ہے مسجد میں بعد ہر نماز کے ہر طالب علم کی حاضری ایک رجسٹر میں درج ہوتی ہے اور جو غیر حاضر پائے جاتے ہیں ان پر جرمانہ ہوتا ہے اس تشریح کے ساتھ کہ فجر،ظہر،عصر اور عشا کی غیر حاضری میں فی نماز دو پیسے فی کس جرمانہ اور مغرب کی غیر حاضری میں فی کس ۲ جرمانہ ہوگا،آیا یہ طریقہ نماز کی حاضری لینے اور جرمانہ کرنے کا کہاں تک از روئے شرع جائز ہے اس لحاظ سے کہ طالبعلم خصوصاً انگریزی کے نماز کی طرف شاید بوجہ اثر نئی روشنی کے رجوع نہ ہوں لہذا ضرورۃً اس قسم کی کاروائی مناسب ہے اور ایسا کیا جاسکنے میں چنداں حرج نہیں ہے آیا یوں صحیح ہے۔فقط

الجواب : تعزیر بالمال منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل جائز نہیں۔درمختار میں ہے:

لاباخذ مال فی المذھب بحر۔مال لینے کا جرمانہ مذہب کی رُو سے جائز نہیں ہے۔ بحر(ت)

اسی میں ہے: وفی المجتبیٰ انه کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ

اور مجتبیٰ میں ہے کہ ابتدائے اسلام میں تھا، پھر منسوخ کردیا گیا۔(ت)

ردالمختار میں بحر سے ہے: وافادفی البزازیة،ان معنی التعزیر باخذالمال ،علی القول به، امساك شئی من ماله عنه مدة لینزجر،ثم یعیده الحاکم الیه، لا ان یا خذہ الحاکم لنفسه اولبیت المال ، کمایتو همه الظلمة، اذلا یجوز لا حد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی ۔(رد المحتار باب التعزیر،مطبوعہ مصطفے البابی مصر ۳/۱۹۵)

اور بزازیہ میں افادہ کیا ہے کہ مالی تعزیر کا قول اگر اختیار کیا بھی جائے تو اس کا صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ اس کا مال کچھ مدّت کے لیے روک لینا تاکہ وہ باز آجائے،اس کے بعد حاکم اس کا مال لوٹا دے،نہ یہ کہ حاکم اپنے لیے لے لے یا بیت المال کے لیے،جیسا کہ ظالم لوگ سمجھتے ہیں،کیونکہ شرعی سبب کے بغیر کسی کا مال لینا مسلمان کے لیے روانہیں (ت)

واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

☆☆امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆